



حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

کا اہم رسالہ

قصد السبیل الی اللہ علی الجمیل

یعنی

حق تعالیٰ

تک پہنچنے کا سیدھا راستہ

تسهیل و ترتیب

حضرت مولانا محمد عبد القوی صاحب برکاتہم

ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

ناشر

باسمہ تعالیٰ

سلسلہ اصلاح و تربیت ۱

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

کا اہم رسالہ

قصد السبیل الی البولی الجمیل

یعنی

حق تعالیٰ تک پہنچنے کا عزم

تسہیل و ترتیب

حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب دامت برکاتہم

ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

ناشر

۶۶

سلسلہ مطبوعات

۱۳۶۶ھ ۱۳۶۷ھ
اشرف العلوم
حیدرآباد

برکاتہ
Barakaath
Book Depot

تقریباً گرامی: برادر محترم حضرت مولانا مفتی محمد عبدالغنی صاحب مدظلہ، غلیفہ حضرت محی السنہ شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ

MUFTI
MOHAMMED ABDUL MUGHNI
MAZAHERI

Principal: Madrasa Sabeelul Falah Hyd.
President: City Jamiat Ulama Hyd.

مفتی محمد عبدالغنی صاحب مدظلہ

ناظم مدرسہ سبیل الفلاح حیدرآباد
صدر شری جمعیت علماء حیدرآباد

22-8-61 To 107, Lakkadkot, Chatta Bazar, Hyd. - 02 | Bandlaguda, Chandrayangutta, Hyd. - 05 (T.S.) | Ph. 9246341893 / 9440736100.

Ref...

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

Date:..... تاریخ:

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده اما بعد!

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے زمانہ کا محبوب و مقبول رہبر شریعت، پیر طریقت اور مصلح امت بنایا تھا، ہزاروں عوام و علماء اپنی اصلاح و تربیت کے لئے آپ سے رجوع ہو کر تصوف و طریقت اور سلوک و احسان کے اعلیٰ مرتبوں پر فائز ہوئے، آپ جہاں عوام الناس کے لئے وعظ و نصیحت اور تصنیف و تالیف کے ذریعے ہدایت کا سرچشمہ بنے ہوئے تھے وہیں اپنے مریدین و سالکین راہ خدا کے تزکیہ و تصفیہ میں بھی پوری توجہ کے ساتھ مشغول تھے، وقت کے علماء نے آپ کو بجاطور پر مجید و طریق تسلیم کیا تھا۔

اس سلسلے میں آپ کی جو تعلیمات منظر عام پر آئیں اور بلاشبہ ہزار ہا بندگان خدا نے ان سے استفادہ کیا ان میں بہت اہم رسالہ ”قصہ السبیل“ بھی ہے، اس رسالہ کا مضمون اس کے نام سے ہی واضح ہے، اس رسالے میں کل گیارہ ہدایتیں ہیں جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ ایک رسالہ ہے، اس کی اہمیت کو جاننے کے لئے یہی کافی ہے کہ خود حضرت حکیم الامت نے اس کی گیارہویں ہدایت کے متعلق فرمایا کہ وہ ”عطر تصوف“ کہلانے کے قابل ہے، مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس پر عمل کرنے والا محروم نہ رہے گا۔“ یہی وجہ ہے کہ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ بھی بیعت و تلقین کے خواہش مندوں کو پہلے اس کے مطالعے کا حکم فرماتے تھے۔

اس رسالے کی اردو و ظاہر ہے کہ سو سال قدیم تھی، ایک مرتبہ پہلے بھی اس کی تسہیل کی جا چکی تھی، مگر اس زمانے کے مسلمانوں کے لئے وہ بھی مشکل اور ناقابل استفادہ ہو گئی تھی، جب کہ ہر ایک مرید و سالک کے لئے اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے، اس لئے ضرورت تھی کہ اس کی موجودہ دور کی ضرورت کے مطابق تسہیل و ترتیب کر دی جاتی، چنانچہ عزیزم و برادر م مولانا محمد عبدالقوی صاحب زید مجدہ کو اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق عطا فرمائی کہ لاک ڈاؤن کی اس فرصت میں وہ اس کام کو انجام دیں، سابقہ مطبوعہ رسالہ اور زیر نظر رسالے کا تقابل کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ حضرت کے نفس مضمون میں کمی بیشی کئے بغیر بڑی احتیاط اور کامیابی کے ساتھ انہوں نے تسہیل و ترتیب کا یہ کام انجام دیا ہے۔ حق تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور طالبین و سالکین کو مکما حقہ استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام
۱۰/۲۰۲۰

باسمہ تعالیٰ

تقریظ

محترم و مکرم مولانا یحییٰ نعمانی صاحب زید مجدہ

خلیفہ حضرت مولانا مفتی مکرم صاحب مدظلہ العالی

تصوف و سلوک کیا ہے؟ بس حقیقت اسلام کی تحصیل کا ایک عملی طریقہ کار۔ اس راہ میں ظاہری گناہوں سے بچنے اور نفسانی و شیطانی رذائل سے اجتناب سے لے کر اخلاص و یقین، انس و محبت، خوف ورجا، توکل و عزیمت، صبر و شکر اور نسبت حضور و یادداشت اور مقام احسان کے حصول تک کی تمام منازل آجاتی ہیں۔ دین و شریعت کا یہ شعبہ قرآن و سنت کی روشنی میں جتنا اہم ہے اتنا ہی حسین و عطر بیخ بھی۔ اور اتنا ہی جمال اسلام کا نقطہ کمال بھی۔ لیکن تاریخ کی یہ المناک حقیقت ہے کہ اسلام کے تمام شعبوں میں سب سے زیادہ اس شعبہ میں آمیزش اور ملاوٹ ہوئی اور اس کی حقیقت پر رسم و شکل کے پردوں نے سب سے زیادہ تاریک سایہ ڈالا۔ ہمارے اس دور میں بھی کچھ ایسی ہی غلطیوں کا دور دورہ ہے۔ گم راہ فرقوں کا کیا کہنا، اہل حق کے حلقوں میں بھی تصوف اب ظاہر داری، محض بیعت و انتساب، حلقہ آرائی اور ٹھوٹے تک محدود ہوتا جا رہا ہے۔ بیعت و انتساب کو کافی اگر نہ سمجھیں تو اشغال و اواراد کو مقصود اول و آخر سمجھ کر کبر و حسد جیسے گناہوں تک سے غفلت عام ہے۔ حد یہ کہ جس راہ کی حقیقت فنا تھی اسی کو تباہ و منافست کا میدان بنا لیا گیا۔ اور اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ راستہ چلنے سے پہلے اس کی حقیقت کی وضاحت نہیں ہو پاتی۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور رسالہ ”قصد السبیل“ اس مرض کا بہترین علاج ثابت ہو سکتا تھا۔ جس میں اس شعبہ کی حقیقت و غایت، اس کے صحیح مقاصد ہی پر صرف روشنی نہیں ڈالی گئی بلکہ ان غلط فہمیوں کی بھی اچھی طرح وضاحت تھی جن

کے اکثر مبتدی شکار ہو جاتے ہیں۔ اور پھر بے اوقات عمر بھر کی کدو کاوش کے باوجود منزل ہاتھ نہیں آتی۔ مگر آج کے سالکین و طالبین کے لحاظ سے اس کے مضامین کی تسہیل و ترتیب کی ضرورت تھی۔

اللہ نے اس بنیادی کام کی طرف ہمارے عہد کے باتوفیق عالم وداعی اور بزرگ مرہبی مصلح حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدت فیوضہم کی توجہ مبذول فرمائی، انہوں نے اس رسالہ کی از سر نو تسہیل و ترتیب کا کام انجام دیا ہے۔ حضرت مولانا اس عہد کے نہایت بالبصیرت مشائخ میں سے ہیں۔ حکیم الامت اور ان کے اہم خلفاء کے حالات و افادات پر ان کی وسیع نظر اور گہری بصیرت قابل رشک و لائق استفادہ ہے۔ اس دور میں بھی ان کے یہاں سلوک و ارشاد کا کام بزرگوں کے طے کردہ خطوط پر ہی انجام پاتا ہے۔ سالکین کے لیے اس رسالہ کی ضرورت اس قدر ہے کہ خود حضرت مرتب فرماتے ہیں کہ ”میرے خیال میں اس کو پڑھے بغیر تصوف و سلوک کی راہ میں قدم رکھنا بھی مناسب نہیں“۔ حق تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ جو طالبین اس رسالہ کا بغور مطالعہ کر کے، بلکہ اس کے مندرجات کا بار بار استحضار کرتے ہوئے اصلاح و تربیت اور تعمیر باطن کا سفر شروع کریں گے، راستہ کے پیچ و خم میں ان شاء اللہ گم راہ نہیں ہوں گے اور جلد مقصود پالیں گے۔ اس عاجز کا احساس ہے کہ اہل حق مشائخ اپنے طالبین و سالکین کے لیے اس رسالہ کے مطالعے یا تعلیم کو نہایت مفید پائیں گے۔

دعا ہے کہ یہ رسالہ عند اللہ اور عند الناس مقبولیت پائے، راہ حق کے طالبین کے لیے مقصود کے حصول میں معین و مددگار بنے، اللہ تعالیٰ حضرت مرتب کا سایہ دراز اور فیض عام فرمائے اور ان کے ذریعہ امت کو صالحین و مصلحین کی جماعت ملے۔ آمین۔

بیجی نعمانی

لکھنؤ، ۲۸ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ

مطابق ۲۱ جون ۲۰۲۰ء

پیش گوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - وَبِهِ نَسْتَعِیْنُ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کسی تعریف و تعارف کے محتاج نہیں ہیں، وہ تیرھویں صدی ہجری کی نابغہ روزگار اور عبقری شخصیت گذرے ہیں، ان کے وصال کو کوئی ۸۰ برس گذر چکے ہیں، لیکن آٹھ دہائیوں کے گذر جانے کے بعد بھی ان کی زندہ و تابندہ علمی خدمات کی وجہ سے ایسا لگتا ہے کہ ان کا وصال کچھ زیادہ عرصہ کی بات نہیں ہے۔

حق تعالیٰ شانہ صدیوں میں ایسی ہمہ جہت شخصیت کو پیدا کرتا ہے، حق تعالیٰ پوری امت مسلمہ کی طرف سے انہیں اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے، ان کے درجے بلند فرمائے۔ آمین

حکیم الامت نے یوں تو تقریباً علم دین کے تمام ہی موضوعات پر مجددانہ و مجتہدانہ خدمات انجام دی ہیں^۱ لیکن بہ طور خاص تصوف و سلوک پر ان کی خدمات خاص تجدیدی شان کی حامل ہیں، اس سلسلے میں ان کو پڑھنے سمجھنے سے ایسا لگتا ہے کہ تصوف و سلوک — جو مطلوب و مامور بہ صفت احسان ہی کی ایک تعبیر ہے، اور ارشاد نبوی انما الاعمال بالنیات سے اُن تعبد اللہ کانک تراہ تک کا عملی سفر ہے، اور جسے صوفیاء نے جدید اصطلاحات اور ادق تعبیرات کے ذریعہ ایک معمہ بنا رکھا تھا، جس کی وجہ سے اہل علم کی طبیعتیں اس عظیم علم اور اہم ضرورت سے نامانوس ہوتی چلی گئی تھیں، اسے غیر ضروری بلکہ غیر اسلامی مشغولیت تک سمجھ بیٹھی تھیں، کسی باطل نظریے اور گمراہ فرقے کی طرح تصوف اور صوفیاء کا ابطال کیا جا رہا تھا۔

۱۔ جس کے لئے مولانا عبد الباری ندویؒ کی سلسلہ تجدید بھیجی جاسکتی ہیں۔

آپ نے اس مبارک کام اور ثلثِ اسلام پر جمی بدعات کے گرد و غبار کو ہٹا کر اور خرافات و رسومات کے دیز پر دوں کو اٹھا کر اس کا حقیقی چہرہ منظر عام پر لایا، کتاب و سنت سے اس کی ضرورت کو مؤکد و مدلل فرمایا، پھر کیا تھا؟ دیکھتے ہی دیکھتے اُمت کے نامی گرامی علماء، محققین، مصنفین، محدثین و فقہاء جوق در جوق اس کھوئی ہوئی متاعِ گراں مایہ کو لوٹنے اور اپنے ایمان کو احسان کی شان سے چکانے دمکانے میں لگ گئے اور کہنا چاہئے جیسا کہ انہی حضرات نے مانا ہے کہ اس سلوک نے ان کو ذرے سے آفتاب اور ان کے ایمان کو چنگاری سے شعلہ بنا دیا۔

اس سلسلے میں سب سے اہم اور سب کی ضرورت کا جو مضمون ہے وہ ان کا رسالہ ”قصد السبیل“ ہے جس کی کبھی تسہیل بھی ہوئی تھی مگر وہ تسہیل بھی قابل تسہیل تھی، یہ رسالہ فنِ تصوف کی معرفت میں اس قدر جامع و مانع ہے کہ اسے روحِ تصوف و طریقت کہنا چاہئے، میرے خیال میں اس کو پڑھے بغیر تصوف کی راہ میں قدم رکھنا بھی مناسب نہیں ہے، اس لئے کہ اس وقت پورے دین بالخصوص تصوف و طریقت میں جو سطحیت آرہی ہے اس سے خطرہ ہے کہ اُمت کی یہ عظیم ضرورت دوبارہ رسم و رواج کے پردہ میں چسلی جائے گی، اور احسان — یعنی اپنے ایمان و اسلام کو حسین بنانے کا کام جسے حدیثِ جبرئیل میں ثلثِ اسلام کے طور پر اُجاگر کیا گیا تھا — اپنی حقیقت کے اعتبار سے بے نام و نشان ہو جائے گا۔

ہاتھ میں ہاتھ دینا، بیعت ہونا، پیر بنانا، مرید ہونا، مشائخ پر فخر کرنا، وظائف ہی پر اکتفاء کرنا، مشائخ میں تفاضل و تقابل کرنا اور اصل موضوع یعنی اصلاحِ اخلاق اور تصفیہِ باطن کی طرف کوئی خاص توجہ نہ کرنا یہ وہ اسباب ہیں جو تصوف کے روشن باب کو رسمیت کی تاریکی سے بدل دیتے ہیں، اور آج اہل حق میں یہ چیز آتی چسلی جا رہی ہے، یعنی کل جو بریلویت کی پہچان تھی وہ دیوبندیّت میں بھی سمار ہی ہے۔ العیاذ باللہ۔

اس عاجز کو اپنے بزرگوں کے اعتماد کی بناءً تربیت و تلقین کی اجازت ملنے کے بعد کچھ اصلاح و تربیت کی خدمت کا موقع مل رہا ہے، اللہ کے مخلص بندے رجوع ہو رہے ہیں، میں اگرچہ خود ہی بہت بے مایہ عمل ہوں مگر ابتداء سے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ اور ان کے سلسلے سے وابستہ ہوں تو ان کے ذریعے طریق کا جو تصور مجھے حاصل ہوا اس سے سائلین راہ کو بہت

دور پاتا ہوں، اور ضرورت سمجھ رہا ہوں کہ ان مخلص بندوں تک جنہیں توفیق الہی سے اس جانب رجحان نصیب ہوا ہے، تصوف و سلوک کا صحیح تصور پہنچے اور وہ اپنی فکروں اور محنتوں کو صحیح رُخ پر ڈال کر مقصدِ طریق میں کامیاب ہوں اور منزلِ مراد تک پہنچ جائیں۔

اس کے لئے میرے پاس کوئی ذریعہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ حضرت حکیم الامتؒ ہی کے مضامین کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق سہل کر کے اور مرتب کر کے پیش کر دوں، چنانچہ سب سے پہلے سب سے پہلی ضرورت ”قصد السبیل“ کو تسہیل اور جدید ترتیب میں (ان کے مضامین میں تصرّف کئے بغیر) شائع کر رہا ہوں، اس کے بعد ”جزاء الاعمال“ اور ”تعلیم الدین“ بھی اسی طرح شائع کرنے کا ارادہ ہے۔

حق تعالیٰ شانہ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے اس کام کو شرف قبول عطا فرمائے اور امت کے حق میں نافع بنائے۔ آمین

والسلام

محمد عبدالقوی غفرلہ

۲۴ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ

نوٹ: یہ رسالہ درج ذیل گیارہ ہدایتوں پر مشتمل ہے۔

- ہدایت (۱) سلوک کی تعریف اور ذرائع
- ہدایت (۲) سلوک کے اعلیٰ مرتبے تک پہنچنے کی ترتیب
- ہدایت (۳) شیخ کامل کی پہچان ہدایت (۴) پیر بنانے یا بیعت ہونے کا مقصد
- ہدایت (۵) شریعت و طریقت ایک ہی چیز ہے
- ہدایت (۶) استفادے کا صحیح طریقہ ہدایت (۷) تشویشِ قلب کے اسباب
- ہدایت (۸) امورِ اختیار یہ وغیر اختیار یہ کا فرق
- ہدایت (۹) بدعاتِ سلوک سے اجتناب کی ضرورت
- ہدایت (۱۰) ضروری نصیحتیں
- ہدایت (۱۱) سالکین کے لئے ایک آسان اور مختصر دستور العمل

قصدُ السبیل - یا - راہِ خدا کی تعریف

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد
یہ چند ہدایات ہیں جن میں بہت ہی اختصار کے ساتھ سلوک سے متعلق اہم اور ضروری
مضامین بیان کئے گئے ہیں، اور ان کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کو
سلوک و تصوف کا شوق تو ہوتا ہے مگر ان میں سے بعض لوگ اس راہ کے مقاصد و آداب سے
ناواقف ہونے کی وجہ سے طرح طرح کی غلطیوں اور بے اعتدالیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں،
اور بعض لوگ غلطیوں اور بے راہ رویوں میں مبتلا تو نہیں مگر غیر مقصود چیزوں کو مقصود سمجھ کر ان کی
تلاش میں خواہ مخواہ حیران و پریشان رہتے ہیں، گویا سر پر روٹیوں کا ٹوکرا لئے ہوئے دوسروں
سے روٹی کے ٹکڑے مانگتے پھر رہے ہوں یا گھٹنوں تک پانی میں ٹھیر کر پانی کے ایک گھونٹ
کے لئے ترس رہے ہوں، اس لئے سلوک کا مقصود اور اس کا طریق عام فہم انداز میں مرتب
کردینا مناسب سمجھا گیا۔

پہلی ہدایت: سلوک کی تعریف اور ذرائع

سلوک — جس کو عرف میں تصوف کہتے ہیں — اپنے ظاہر و باطن کو شریعت اور سنت
سے آراستہ کرنے کا نام ہے، اور اس کے دو درجے ہیں۔

۱۔ ظاہر کو فرائض اور حقوق واجبہ کی تعمیل سے اور باطن کو سچے عقیدوں اور اچھی صفتوں^۱
سے آراستہ کرنا؛ یہ سلوک کا ادنیٰ درجہ ہے، جس کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے، اس
کے حصول کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔

۱۔ سچے عقیدے اور اچھی صفتوں کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

(الف) بہ قدر ضرورت علم دین حاصل کرنا خواہ کتابیں^۱ پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ پوچھ کر۔ جس زبان میں آسانی سے سمجھ سکتے ہوں اسی زبان میں اتنا علم حاصل کر لیں۔
 (ب) علم پر عمل کرنے کی ہمت اور پختہ ارادہ رکھنا تاکہ نفسانی تقاضے اور لوگوں کے اعتراضات عمل میں رکاوٹ نہ بنیں۔ سلوک کا یہ درجہ فرض عین ہے۔

۲۔ ظاہر کو فرائض و واجبات کے علاوہ سنن و نوافل سے بھی آراستہ کرنا، اور باطن کو سچے عقیدوں اور اچھی صفوتوں سے آراستہ کرنے کے علاوہ ہر وقت یادِ الہی میں مشغول رکھنا۔
 سلوک کا یہ درجہ مندوب و مستحب ہے لیکن عام طور سے لوگ اسی کو سلوک اور تصوف سمجھتے ہیں۔ اگرچہ سلوک کا یہ مرتبہ اعلیٰ مرتبہ ہے مگر اس میں مشغول ہونے کی وجہ سے اگر پہلا درجہ (یعنی ظاہر کو فرائض و واجبات سے اور باطن کو صفاتِ حمیدہ سے آراستہ کرنا) متاثر ہوتا ہے تو پھر شرعاً اس دوسرے درجے میں مشغول ہونا ممنوع ہو جائے گا، جیسے بعض لوگ ہیں کہ بیوی بچوں کے حقوق تلف کر کے ذکر و شغل میں لگے رہنے کا نام طریقت و بزرگی سمجھ بیٹھے ہیں، جو کہ صحیح نہیں ہے؛ ہاں! پہلے درجے کی تکمیل کے ساتھ یا اس کے بعد اس دوسرے درجے تک بھی پہنچ جائے تو یقیناً یہ بڑی فضیلت اور بزرگی کی بات ہے۔

دوسری ہدایت: سلوک کے اعلیٰ مرتبے تک پہنچنے کی ترتیب

۱۔ سب سے پہلے اپنے تمام گناہوں سے سچی پکی توبہ کرے، توبہ کے ساتھ اس بات کا پختہ عزم بھی رکھے کہ خواہ کتنی ہی مشکلات پیش آئیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اب کوئی کوتاہی نہ کروں گا، اور ہر حال کا مقابلہ کرتے ہوئے شریعت و سنت پر جموں گا، اس کے لئے نہ کسی دنیوی نقصان کی پروا کروں گا، نہ نفس کی ناراضگی کی پروا کروں گا، نہ مخلوق کی ملامت کا لحاظ کروں گا، ہر قربانی دے کر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کر کے رہوں گا۔

۱۔ اس کے لئے "دینی نصاب" نامی کتاب کا خود مطالعہ کریں یا کسی اتاذ سے باقاعدہ پڑھیں۔

۲۷ اگر عبادات واجبہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ اپنے ذمے باقی ہوں تو اُن کو ادا کرنا شروع کر دے، مثلاً اب تک جتنی نمازیں فوت ہوئی ہیں اُن کا حساب کر کے ہر ادا نماز کے ساتھ ایک قضا بھی پڑھ لے، اسی طرح رمضان کے روزے جتنے ترک ہوئے ہیں حساب کر کے ہر مہینہ جس قدر ہو سکے قضا کرنا شروع کر دے۔ اسی طرح اگر کچھ حقوق العباد اپنے ذمے ہیں تو اُن کی ادائیگی یا معافی کی فکر میں لگ جائے، کیوں کہ حقوق العباد سے سبک دوش ہوئے بغیر اگر عمر بھر بھی عبادت و ریاضت کرتا رہے گا تب بھی سلوک کے مقصود کو حاصل نہ کر سکے گا۔

۳۷ جب ماضی کے گناہوں سے سچی توبہ، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا سلسلہ اور آئندہ شریعت و سنت پر مضبوطی کے ساتھ جمنے کا ارادہ مکمل ہو جائے تو اب مُرشدِ کامل کی تلاش شروع کر دے اور ساتھ ہی ساتھ اوپر بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق علم دین کے حصول میں بھی لگ جائے۔

تیسری ہدایت: شیخِ کامل کی پہچان

شیخِ کامل وہ ہے جس میں درج ذیل علامات پائی جاتی ہوں۔

(۱) وہ بہ قدر ضرورت دین کا علم رکھتا ہو۔ (۲) عقائد میں، اعمال میں، اور اخلاق میں شریعت کا پابند ہو۔ (۳) دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو۔ (۴) کمالات کا دعوے دار نہ ہو۔ (۵) وہ خود کسی شیخِ کامل کی صحبت و تربیت پایا ہوا ہو۔ (۶) اس کے جاننے والے منصف علماء و مشائخ اُسے اچھا سمجھتے ہوں۔ (۷) عوام کے مقابلے میں خواص یعنی سنجیدہ اور دین دار لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوں۔ (۸) اس کے مریدین میں اتباعِ شریعت و سنت کا اہتمام ہو اور دنیا داری کی ہوس سے دور ہوں۔ (۹) وہ اپنے مریدین کو شریعت و سنت کا پابند بناتا ہو اور خلاف ورزی کرنے والوں کی تنبیہ و تلقین بھی کرتا رہتا ہو، محض مرید بنا کر ان کے حال پر چھوڑ

۱۔ اگر باقاعدہ حساب مشکل ہو تو خوب اچھی طرح غور کر کے ایک تخمینہ نکال لے، پھر اسی کو متعین مان کر اس تعداد کو پورا کر لے، انشاء اللہ کمی بیشی عفو ہو جائے گی۔

نہ دیتا ہو۔ (۱۰) اس کی صحبت میں کچھ وقت گزارنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالیٰ سے محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو۔ (۱۱) وہ خود بھی پابندی شریعت کے علاوہ ذکر و شغل اور معمولات کا پابند ہو۔

پس جس شیخ میں مذکورہ بالا صفات پائی جاتی ہوں جو تھوڑی صحبت یا چند بار کی ملاقات میں بہ آسانی سمجھ میں آسکتے ہیں تو ان صفات کے بعد اب اس میں کسی کرامت و کشف اور تصرّف و توجّہ وغیرہ کو تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ ان امور کا بزرگی اور ولایت سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ نفسیاتی چیزیں ہیں جو بسا اوقات مسلمان تو کیا غیر مسلم میں بھی مشق و مجاہدے سے پیدا ہو سکتی ہیں۔

چوتھی ہدایت: پیر بنانے یا بیعت ہونے کا مقصد

۱۔ غلط مقاصد:

● صاحب کشف و کرامت بننے کا قصد، پہلے بتایا جا چکا ہے کہ یہ چیزیں شیخ میں ہونا بھی ضروری نہیں تو پھر مرید اس کا ارادہ کر کے کیا کرے گا؟ اس لئے بیعت سے اس کا ارادہ فضول ہے۔

● پیر کو بخشش کروانے کی ذمہ داری دینے کا قصد، یہ بھی بالکل غلط خیال ہے، کوئی کسی کی ذمہ داری نہیں لے سکتا، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چہیتی بیٹی سے فرما چکے ہیں کہ ”بیٹی فاطمہ! اپنے کو اعمالِ صالحہ کے ذریعہ جہنم کی آگ سے بچالے، کیوں کہ میں تجھے خدا کی پکڑ سے بچا نہیں سکتا۔“

● پیر کی نظر کی تاثیر سے کامل بن جانے کا قصد، یہ بھی غلط خیال ہے کیوں کہ اگر یوں نگاہ شیخ سے اس طرح کام بن جا سکتا ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کامل نظر کون ہو سکتا ہے؟ پھر صحابہؓ کا کام آپ کی مبارک نظر سے ہی بتگیا ہوتا، شریعت و سنت کے مجاہدوں کی ضرورت ہی نہ پڑتی، جب ان کا کام محض نبوی نظر سے نہیں بنا بلکہ دین و شریعت پر جمن پڑا تو ہمارا پیر

کیا اپنی نظر سے کامل بنا دے گا؟^۱

● ہوجن، نعرہ مستانہ اور جوش و مستی کے حصول کا قصد، یہ خیال بھی بے کار ہے، اس لئے کہ اگر ہوجن سے آدمی سنور جاتا اور خواہشاتِ نفسانیہ خود بہ خود مغلوب ہو جاتیں، مجاہدہ و محنت کی ضرورت نہ ہوتی تو اچھا ہی ہوتا مگر عادتاً ایسا نہیں ہوتا، اس لئے اس نیت سے راہ سلوک میں قدم رکھنا بھی صحیح نہیں ہے۔

● بے نفسی و بے خودی پیدا ہو جانے کا قصد، یعنی یہ چاہنا کہ کسی صاحبِ تاثیر و تصرف پیر کے ذریعہ اپنی طبیعت کو متبادل جائے، ایک طرح کی محوئیّت اور فنایت پیدا ہو جائے، گناہ اپنے آپ ہی چھوٹ جائیں، اس کی طرف التفات ہی ختم ہو جائے، وساوس و خطرات بھی فنا ہو جائیں، گویا ایک مجذوبانہ کیفیت حاصل ہو جائے؛ اس غرض و قصد کو عام طور سے لوگ بہت اچھا اور حاصل سلوک سمجھتے ہیں، لیکن غور کیا جائے تو اگرچہ یہ کیفیت پسندیدہ ہے مگر غیر اختیاری ہے اور غیر مطلوب ہے۔ غور کرنے سے میری سمجھ میں آیا کہ ان کیفیات کی طلب کے پیچھے بھی نفس کا ایک مکر چھپا ہوا ہے اور وہ راحت، لذت اور شہرت کی طلب ہے، کیوں کہ ایسی کیفیات میں یہ تینوں چیزیں حاصل ہیں، جب کہ سالک کو رضائے الہی کے علاوہ ہر مقصد کا تارک ہونا چاہیے، پھر اس مقصد سے سلوک میں قدم رکھنے والا سخت آزمائش سے دوچار ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اگر یہ کیفیات مل گئیں تو غلط اعتقاد کی وجہ سے اسی کو تکمیل سلوک سمجھ کر اصل کام چھوڑ بیٹھے گا اور اگر نل سکیں تو مایوسی و نامرادی کا شکار ہو کر ترک سلوک کر بیٹھے گا، اور ظاہر ہے کہ دونوں حالات نقصان دہ ہیں؛ معلوم ہوا کہ سلوک سے یہ قصد واردہ بھی صحیح نہیں ہے۔

● عملیات و تعویذات سیکھنے کا قصد، یعنی پیر صاحب کی عملیات اور تعویذات اور مقبول دعاؤں سے اغراضِ دنیویہ پوری ہو جائیں گی، مصائب دور ہو جائیں گے، مقاصد حاصل

۱۔ کبھی کبھار خرقِ عادت کے طور پر کوئی واقعہ پیش آئے الگ بات ہے، اس کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا، پھر ایسے واقعات و تصرفات میں دوام و استقامت بھی عام طور سے دیکھنے میں نہیں آتی، اس لئے اصل طریق وہی ہے جو عادت اللہ ہے اور وہ اتباعِ شریعت و سنت کا راستہ ہے۔

ہو جائیں گے، یا ہم خود ان کی صحبت و قربت سے ان امور کے ماہر ہو کر لوگوں میں مقبول و مشہور ہو جائیں گے، وغیرہ ظاہر ہے کہ یہ محض دنیا طلبی ہے اور دنیا طلبی کا سلوک سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے، اس لئے یہ نیت بھی نہایت بُری نیت ہے۔

● انوار دکھائی دینے اور آوازیں سنائی دینے کا قصد، بعض لوگوں کے ذہن میں پیری کا یہی مطلب ہے کہ کچھ دن ذکر و شغل اور مجاہدات کریں گے تو انوارات کا مشاہدہ ہونے لگے گا اور کچھ باتیں غیب سے سنائی دینے لگیں گی؟ سو یہ بھی فریب محض ہے اور سلوک کے مقاصد میں سے نہیں ہے، اولاً تو ان کیفیات کا تعلق خود انسان کے دماغ سے ہوتا ہے عالم غیب سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اور اگر عالم غیب سے بھی ظاہر ہوں تو اس کا اس سے کیا فائدہ ہے؟ قرب الہی کا تعلق تو اتباع شریعت سے ہے، کچھ دکھائی دینے سنائی دینے سے اس کا کیا تعلق؟ دیکھو! شیاطین کو ملائکہ نظر آتے ہیں مگر وہ شیطان کے شیطان ہی رہتے ہیں۔

صحیح مقصد:

غرض! بیعت کرنے کی مذکورہ بالا اور ان جیسی تمام نیتیں اور مقاصد باطل اور فاسد ہیں، اس لئے طالب حق کو چاہئے کہ ان سب خیالاتِ فاسدہ اور بے مقصد ارادوں کو ترک کر کے محض رضائے الہی کی نیت اور قرب خداوندی کے قصد و ارادے سے اس متبع شریعت و سنت شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے دے، یعنی بیعت و معاہدہ کر کے اس کی نگرانی و ہدایت میں کام کرنا شروع کر دے، شیخ سے شریعت و سنت کی تعلیم لیتا رہے، اور اس تعلیم کے موافق عمل کرتا رہے، اور اس پر استقامت و مداومت کے طریق معلوم کر کے پھسلنے بہکنے سے بچتا رہے۔

پیر کی طرف سے قرب الہی کے طریقوں شریعت و سنت اور دوام ذکر کی راہ نمائی کا اور مرید کی طرف سے اس راہ نمائی کے مطابق فکر و توجہ کے ساتھ عملی جدوجہد کرتے رہنے کا عہد ہی پیری مریدی کہلاتا ہے، خواہ کوئی کرشمہ کرامت ظاہر ہو یا نہ ہو مقصود تو ضرور حاصل ہو جائے گا اور وہ ہے رضائے الہی، اور اس کا ثمرہ آخرت کی کامیابی اور جنت کا حصول ہے؛ اگرچہ یہ چیز آدمی کو معروف بیعت کے بغیر بھی شریعت و سنت کی پابندی اور ذکر پر مداومت

سے حاصل ہو جا سکتی ہے مگر نفسیاتی طور پر کسی سے بیعت ہو جانے کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کو بھی مُرید کی راہ نمائی اور ترقی کی طرف توجُّہ زیادہ ہو جاتی ہے اور مُرید کو بھی اس معاہدہ کا پاس و احساس راہِ خدا میں جنمے رہنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے، نیز ایک وقت میں کسی متعین اور واحد شیخ ہی سے وابستہ رہنے کا بھی بس یہی فائدہ ہے جو مذکور ہوا، بس اس حکمت سے اس کا حکم دیا جاتا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ پیر اور مُرید کے درمیان نبی کریم ﷺ کی شریعت پر چلانے اور چلنے کے معاہدہ کے علاوہ بیعت کی اور کوئی حقیقت نہیں ہے، باقی ہر دو کا ہاتھ میں ہاتھ دینا یا عورتوں کو کوئی کپڑا پکڑا دینا وغیرہ یہ بزرگوں کا ایک صالح اور پسندیدہ عمل ہے کچھ ضروری نہیں ہے۔^۱

پانچویں ہدایت: شریعت و طریقت ایک ہی چیز ہے

اس تفصیل سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ سلوک حق تعالیٰ شانہ کے احکام بحسب لانے اور اس کی نافرمانیوں سے بچنے اور اس میں کامیابی کے لئے اُسے یاد رکھنے اور ذکر کرتے رہنے کا نام ہے، جب کہ سلوک کا ثمرہ رضائے الہی کا حصول ہے، نیز اسی کو تصوف و طریقت بھی کہتے ہیں، جب بات یہ ہے تو لوگوں کا یہ کہنا کہ ”شریعت اور چیز ہے طریقت اور“ بالکل غلط اور خلاف واقعہ بات اور کھلی ہوئی گم راہی ہے۔ اگر کسی معتبر شیخ کی باتوں سے یا مستند کتاب کی عبارت سے اس کا شبہ ہوتا ہے تو اس کی حقیقت یہ سمجھ لینی چاہیے کہ دو چیزوں کا الگ الگ ہونا دو طرح ہو سکتا ہے، ایک یہ کہ حقیقت کے اعتبار سے الگ الگ ہوں جیسے ایمان اور کفر کیوں کہ دونوں الگ الگ حقیقتوں کے نام ہیں اور ایک دوسرے کے بالکل برخلاف ہیں، مثلاً ایمان میں توحید خداوندی لازم ہے اور کفر میں شرک جائز ہے، پس دونوں کی حقیقت ایک دوسرے کے بالکل خلاف ہے، سو اس معنی میں شریعت و طریقت میں تفریق

۱۔ بیعت کے وقت مردوں کا ہاتھ میں ہاتھ دے کر معاہدہ کرنا نقل ہے نبی کریم ﷺ کی کہ آپ معاہدوں کے وقت ہاتھ میں ہاتھ لیتے تھے اور عورتوں کو پورا پورا دینا اس ہاتھ میں ہاتھ دینے سے تشبیہ ہے تاکہ معاہدہ کی اہمیت ذہن میں رہے۔ باقی کچھ ضروری نہیں۔

قطعاً باطل اور سخت گم راہی ہے؛ دوسرے یہ کہ دو چیزیں عدد کے اعتبار سے مختلف ہوں مثلاً کسی فقہ کی کتاب کے بارے میں یہ کہنا کہ کتاب الصلوٰۃ اور کتاب ہے اور کتاب الزکوٰۃ اور کتاب ہے تو یہ عنوانات کا اختلاف ہے حقیقت کا نہیں، کیوں کہ کتاب الصلوٰۃ میں جس چیز کو ناجائز و حرام کہا گیا ہو کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کتاب الزکوٰۃ یا کسی اور کتاب میں اس کو حلال و جائز کہہ دیا جائے، پس یہ ایک ہی حقیقت کے اجزاء یا عنوانات کا فرق ہے، چنانچہ اگر کسی مستند کلام میں شریعت اور طریقت کو الگ الگ بتانا سمجھ میں آتا ہے تو وہ اس دوسرے معنی کے اعتبار سے سمجھا جائے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ شریعت اور طریقت یا فقہ و تصوف کے عنوانات اگر ظاہر و باطن کے احکام میں تقسیم کئے جائیں تو دو الگ الگ علم معلوم ہوں گے اور اگر دونوں کو ظاہر و باطن کا جامع قرار دیا جائے تو دونوں ایک ہی چیز ہو جائیں گے، جیسے فقہ کی تعریف معرفۃ النفس مالہا و ما علیہا کی جائے یا تصوف کی تعریف تعمیر الظاہر و الباطن تو دونوں ایک دوسرے کے مترادف ہو جائیں گے؛ بہر حال! شریعت و طریقت میں حقیقی مغائرت و مخالفت کا اعتقاد سخت گم راہی اور بے دینی کی بات ہے۔

چھٹی ہدایت: استفادے کا صحیح طریقہ

جب سلوک کی حقیقت بھی معلوم ہوگئی اور اُس کے ابتدائی درجہ جو فرض عین ہے — کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا اور کسی شیخِ کامل کا صفات مذکورہ کے مطابق انتخاب بھی کر لیا اور بیعت ہونے کے غلط اغراض کو چھوڑ کر صحیح اور سچی غرض بھی متعین کر لی اور اس کا اطمینان بھی ہو گیا کہ شریعت اور طریقت ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں، کوئی علاحدہ چیز نہیں ہیں تو اب شیخِ کامل سے باقاعدہ وابستہ ہو کر سلوک کے دوسرے درجے میں قدم رکھے، یعنی ضروری اور لازم دینیات پر عمل اور ظاہری و باطنی گناہوں سے اجتناب کے ساتھ ساتھ نفس اعمال و اشغال اور یادِ الہی پر دوام و استقامت کے مرتبے تک پہنچنے کی فکر شروع کر دے؛

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ہو سکے تو شیخ کی صحبت و خدمت میں کچھ قابلِ لحاظ مدت تک رہے، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو غائبانہ ہی سہی مضبوط رابطہ قائم رکھے، اور جس ذریعے سے بھی ممکن ہو استفادے کا سلسلہ جاری رکھے، حالات کی اطلاع اور ہدایات کی اتباع دیانت اور فکر کے ساتھ جاری رکھے، یہ ذہن میں رہنا چاہیے کہ ہر شیخ کا طریقہ تربیت علاحدہ ہوتا ہے اس لئے اپنے شیخ سے ہی رجوع کرتا رہے^۱۔ بس یہ ہے سلوک اور اس کی حقیقت!

ساتویں ہدایت: تشویشِ قلب کے اسباب

دل کو تشویش اور پریشانی میں رکھنے والے اسباب سے دور رہے، کیوں کہ جمعیتِ قلب یعنی دل کا اطمینان اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، تشویش کے کئی اسباب ہیں، ان میں سے چند ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ناسازیِ صحت؛ سالک کو چاہیے کہ اپنی صحت کی بہت حفاظت کرے، بے عنوانی و بے احتیاطی سے بچتا رہے، دماغ کو تروتازہ رکھے اور دل کو مسرور و مطمئن رکھے، غذا کے ذریعہ بھی دوا کے ذریعہ بھی، غذا میں نہ اتنی کمی کرے کہ ضعف اور خشکی محسوس ہونے لگے اور نہ اتنی زیادتی کرے کہ باضمہ خراب ہو اور سستی و کاہلی پیدا ہو جائے، بلکہ اعتدال کے ساتھ مناسب اور صحت افزا غذاؤں کا استعمال کرے، کھانا خوب بھوک لگنے کے بعد کھائے، اور تھوڑی سی اشتہاء باقی رہنے پر ہی ختم کر دے، اسی طرح جماع کی کثرت سے احتیاط بھی صحتِ جسمانی کے لئے ضروری ہے، بہت زیادہ تقاضے پر ہی ہم بستری کرے؛ اسی طرح سونے میں بھی اعتدال ضروری ہے، بہت زیادہ سونے سے کسل اور سستی پیدا ہوتی ہے، اور زیادہ جاگنے سے بھی دماغی خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔

۲۔ ثقیل غذاؤں کا استعمال؛ بہت مرغن اور دیر سے ہضم ہونے والی غذاؤں کا استعمال بھی تشویشِ قلب کے اسباب میں سے ہے، معمولاً سادہ غذاؤں کا اہتمام رکھنا چاہیے،

۱۔ اسی کو توحیدِ مطلب یا وحدتِ مطلب کہا جاتا ہے، اس کی مصلحت وہی ہے جو مجتہد متعین کی تقدیر کی نکت ہے۔

کبھی کبھار کھالینے میں کچھ حرج نہیں۔

۳۔ بناؤ سنگھار کا شوق؛ دل کو تشویش اور الجھن میں ڈالنے والی چیزوں میں سے ایک بناؤ سنگھار اور زیب و زینت کا شوق اور اس کا اہتمام بھی ہے، اس لئے ہر وقت اپنے بدن اور کپڑوں کی آرائشی میں مشغول نہیں رہنا چاہیے، صفائی ستھرائی کا ضروری لحاظ کافی ہے، البتہ بلا اہتمام عمدہ لباس میسر آجائے اور اس کے استعمال سے غرور و نخوت پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر استعمال کر لینا چاہئے۔

۴۔ مال کی حرص اور اس کو جمع کرنے کی فکر؛ مال کی حرص اور اس کو جمع کرنے کی فکر بھی تشویش قلب کا سبب ہے، پھر جیسے جمع کی فکر دل کو پریشان رکھتی ہے، اسی طرح جمع شدہ مال کو لٹا دینا بھی تشویش قلب کا سبب ہے، حریص تو ہر وقت اسی ادھیڑ بُن میں رہتا ہے کہ مال کیسے اور کہاں کہاں سے جمع کروں؟ فضول خرچی کر کے پیسہ ختم کر لینے والا ختم ہو جانے کے بعد سخت ذہنی تناؤ اور انتشار قلب میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس لئے دونوں باتیں مُضر ہیں۔

۵۔ دوستی و دشمنی؛ دوستی اور دشمنی سے بھی سالک کو دور رہنا چاہیے، کیوں کہ دوستی دشمنی کے بھی کچھ تقاضے ہوتے ہیں، دوستوں کو راضی رکھنے کے لئے ذہن مشغول ہو جاتا ہے، دشمنوں کی جانب سے بھی قلب طرح طرح کی فکروں میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس لئے نہ دوستیاں بڑھائے نہ کسی سے دشمنی پال لے، بس سب کے ساتھ اچھے اخلاق اور خلوص کے ساتھ بہ قدر ضرورت تعلق رکھے اور اپنے کام میں لگا رہے۔

ان کے علاوہ بھی تجربے سے جو امور ذہنی انتشار اور قلبی تشویش کا سبب بنتے ہوں ان سے اپنے کو حتی المقدور بچائے رکھنے کی فکر بہت ضروری ہے، ورنہ ذاکر و سالک اپنے مقاصد میں بہ آسانی ترقی کر نہیں پائے گا، البتہ جو پریشانیاں اور تفکرات اپنے اختیار کے بغیر منجانب اللہ پیش آجائیں ان پر صبر و ثبات سے کام لیتا رہے۔

آٹھویں ہدایت: امور اختیار یہ وغیر اختیار یہ کا فرق

سالک کو چاہئے کہ جو کام اس کے اختیار میں ہے اس میں تو خلل نہ ڈالے یعنی پابندی

سے ان کو نباہتا رہے، اور جو غیر اختیاری ہیں وہ اگر دین میں پسندیدہ ہیں تو ایسی غیر اختیاری مرغوبات کے حصول کی فکر میں نہ پڑے، اور اگر وہ دین میں ناپسندیدہ ہیں تو ان سے بچنے کی تکلیف نہ اٹھائے؛ مثلاً نماز، تلاوت، ذکر وغیرہ جی لگانا اختیاری امر ہے، حق تعالیٰ کی عظمت کے استحضار کے ذریعہ، صفائی الفاظ میں دھیان کے ذریعے اسی طرح ہر جملے کو بالا ارادہ ادا کرنے کے ذریعہ جی لگایا جاسکتا ہے، پس اس میں تو کوتاہی نہ کرے برابر کوشش جاری رکھے، لیکن ان اعمال میں وساوس کا نہ آنا، لذت کا حاصل ہونا یہ غیر اختیاری ہے تو اس کی فکر میں نہ پڑے، لذت حاصل ہونے کے درپے نہ ہو، وساوس دور کرنے کی چکر میں نہ پڑے، جتنا اختیار میں ہے بس اس میں لگا رہے اس کی برکت سے وساوس بھی خود بہ خود دفع ہو جائیں گے، اس لئے کہ اگر ان کے دفع کرنے کی فکر میں پڑے گا تو وہ مزید بڑھتے چلے جائیں گے، اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ وساوس کا علاج عدم التفات ہے یعنی ان کی طرف دھیان نہ دینا اور کوئی پروا نہ کرنا۔ اسی طرح نیک کاموں کو بجالانا اختیاری امر ہے اس میں بالکل سستی نہ کرے اہتمام سے عمل کئے جائے مگر اچھے خواب نظر آنا، رقت پیدا ہونا، وجد میں آنا وغیرہ غیر اختیاری امور ہیں ان کے حاصل ہونے نہ ہونے کی بالکل پروا نہ کرے۔ اسی طرح معصیت اور گناہ سے بچنا اختیاری امر ہے، چنانچہ اہتمام کے ساتھ گناہوں سے بچتا رہے مگر بُرے خواب دکھنا، طبیعت کا مکمل رہنا، رزق میں تنگی ہونا وغیرہ غیر اختیاری امور ہیں ان سے گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اسی طرح ذکر میں کسی چیز کا نظر نہ آنا یا اثر کا محسوس نہ ہونا بھی غیر اختیاری امور ہیں ان کی بالکل فکر نہ کرنی چاہیے، اسی طرح کسی عورت کی طرف دل کا مائل ہونا بھی غیر اختیاری امر ہے، اگر ایسا ہو جائے تو کچھ نقصان نہیں لیکن اس عورت کا تصوّر کرنا یا اس سے بات کر کے محظوظ ہونا اختیار میں ہے تو اس پر عمل ہرگز نہ کرے۔ اسی طرح کسی گناہ کی طرف دل مائل ہونا غیر اختیاری امر ہے اگر ہو جائے تو کوئی بات نہیں لیکن اس گناہ کا کرنا نہ کرنا اختیاری امر ہے، پس پوری ہمت سے اس گناہ سے اجتناب کرے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر جگہ ان دو باتوں پر غور کرے یہ کام اختیاری ہے یا غیر اختیاری؟ اگر

اختیاری ہے تو اگر وہ کرنے کام ہو تو کرے چھوڑنے کام کام ہو تو چھوڑ دے، اور اگر غصہ اختیاری ہے تو چاہے وہ اچھا کام ہو یا بُرا اس کے پانے یا چھوٹنے کی فکر ہی میں نہ پڑے، اس کی طرف سے یکسو ہے، ورنہ عمر بھر اسی فکر و پریشانی میں گزر جائے گی کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس مسئلے کو اچھی طرح سمجھ لو، اس مسئلے کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کتنے ہی سالکین اپنے کو مردود سمجھ کر مایوس ہو گئے، کتنے ہی اپنے کو عاجز سمجھ کر سلوک ہی چھوڑ بیٹھے، اس لئے جوذا کر وسا لک اختیاری و غیر اختیاری میں فرق کرنا سیکھ لے گا اور امورِ اختیار یہ میں ہمت کر کے عمل کرتا رہے گا اور امورِ غیر اختیار یہ سے بالکل یکسو ہو جائے گا تو بہت آسانی سے اس راستے میں ترقی کرتا چلا جائے گا۔

نوٹیں ہدایت: بدعاتِ سلوک سے اجتناب کی ضرورت

تصوف و طریقت کے نام پر عوام میں اور جاہل پیروں فقیروں کے ہاں بہت سی خلافِ شرع باتیں عام ہو گئی ہیں، لوگ اس کو درویشی اور احکامِ طریقت کا نام دے کر اُن میں مبتلا ہیں، مثلاً قبروں کا طواف، سجدہ، چادر پوشی، غیر اللہ کی نذر، بزرگوں کے نام کی منیتیں، عرس و قوالی، عملیات، ترک لذات، ترک حیوانات، شجرہ کے بارے میں غلط فہمیاں وغیرہ^۱

نوٹ: کتبِ تصوف کا مطالعہ باعمل متبع سنت اور بزرگوں کا صحبت و تربیت یافتہ عالم تو کر سکتا ہے باقی اور لوگوں کے لئے ان کا مطالعہ نقصان دہ ہے، اس لئے تصوف کی ایسی کتابیں جن میں مواجید و اسرار اور مقاماتِ سلوک بیان کئے گئے ہیں ہرگز مطالعہ نہ کئے جائیں، کیوں کہ یہ عام عقلموں میں آنے والی باتیں نہیں ہیں، اُن کے مطالعے سے فائدہ کے بجائے نقصان ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

دسویں ہدایت: ضروری نصیحتیں

چوں کہ بہت سے لوگ مُرید ہو کر بھی اصلاحِ حال کی بالکل فکر نہیں کرتے، یوں ہی رسمی

۱۔ ان امور کے بدعات اور خلافِ شرع ہونے کی تحقیق ”اصلاح الرسوم“ اور ”مخلف الایمان“ نامی رسائل میں دیکھی جاسکتی ہے۔

بیعت اور اشغال پر مطمئن ہو کر بیٹھ رہتے ہیں، جب کہ سلوک کا اصل مقصد زندگی کو ظاہر اور باطناً شریعت و سنت کے مطابق بنانے کی کوشش کرنا ہے، اس لئے ذیل میں عام مردوں اور عورتوں کے لئے اور سالکین و طالبین کے لئے علاحدہ علاحدہ چند ضروری نصیحتیں جمع کر دی گئی ہیں، اس کے موافق عمل سے مقصد کا حصول سہل ہو جائے گا۔

عام مردوں کو نصیحت

علماء سے بکثرت ملتے رہو اور ان سے مسئلے مسائل پوچھتے رہو، اگر پڑھے لکھے ہو تو بہشتی زیور، صفائی معاملات، حقوق الاسلام، جزاء الاعمال، اور حیات المسلمین۔ جو میرے ہی رسائل ہیں۔ کو دیکھتے رہو اور ان پر عمل رکھو۔ لباس خلاف شرع مت پہنو جیسے ٹخنوں سے نیچے پاؤں یا ریشمی کپڑا، داڑھی مت کٹاؤ نہ اس کو منڈواؤ، البتہ ایک مٹھی سے جتنی زائد ہو اس کا اختیار ہے کہ تراش کر صحیح کر لو، سر میں بال بے دینوں اور گم راہوں کی طرح مت بناؤ، جتنی رسمیں سنت کے خلاف رائج ہو رہی ہیں سب کو چھوڑ دو خواہ وہ دنیا کے رنگ میں ہوں خواہ دین کے رنگ میں جیسے میلاد، فاتحہ، عرس، شادی میں ساچن اور برات اور نام کے لئے کھانا پکوانا کھلانا یا شہرت و ناموری کے لئے دینا دلانا۔ عقیقہ و ختنہ و رسم اللہ کی رسومات یہ سب ترک کر دو، اپنے گھروں میں کرو نہ دوسرے کے یہاں شریک ہو، اسی طرح غمی میں تیجا، دسواں، چالیسواں وغیرہ شب برات کا حلوا، رجب کے کونڈے، یا محرم کا تیار ہونا خود کرو نہ دوسرے کے یہاں جا کر ان کاموں میں شریک ہو، میلوں ٹھیلوں میں مت جاؤ، نہ اپنے بچوں کو جانے دو اور ان کو ایسی بیہودہ باتوں کے لئے پیسے بھی مت دو جیسے آشتبازی، تصویر دار کھلونے وغیرہ، اسی طرح زبان کو غیبت اور گالی گلوچ سے بچاؤ، جماعت کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھو، کسی عورت یا لڑکے کی طرف بری نگاہ سے مت دیکھو، گانا بجانا مت سنو، پیر سے ہر کام کے

۱۔ یا جینز پینٹ جیسے تنگ لباس، اسی طرح پرنٹیڈ شرٹ، ایرا لباس بہت عام ہو گیا ہے جن پر تصویریں چھپی ہوتی ہیں یا دشمنان اسلام کی تحریکوں یا کمپنیوں کے لوگوں جیسے ہوتے ہیں یا لایٹنی عبارتیں پرنٹ ہوتی ہیں، یہ چیزیں غیر محسوس طریقے پر عقیدہ و اخلاق پر اثر انداز ہوتی ہیں، اہل دین کو ان سے احتراز ہی مناسب ہے، فقیہی طور پر اس کا کیا حکم ہے وہ فقیہی مسئلہ ہے۔

لئے تعویذ گنڈے مت مانگا کرو، بلکہ اُس سے دین سیکھو، البتہ دعا کرانے کا مضائقہ نہیں، ایسا مت سمجھو کہ اگر نذرانہ موجود نہ ہو تو پیر کے پاس کیسے جاویں؟ یہ مت سمجھو کہ پیر کو سب خبر رہتی ہے، ان سے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے، تصوف کی کتابیں مت دیکھو، تقدیر کے مسئلہ میں کبھی گفتگو مت کرو، پیر نے جو بتلا دیا وہ کئے جاؤ، رشوت اور سود مت لو، رہن کی آمدنی بھی سود ہے اس سے بھی بچو اور جتنے لین دین خلاف شرع ہیں سب سے بچو، خواب پر بدون مسئلہ پوچھے مت عمل کرو، اگر پیر کے پاس جاؤ اور وہ اپنے کام میں مشغول ہو تو اس کے کام میں حرج مت ڈالو، نہ ایسی جگہ بیٹھو کہ اس کا دل تم کو دیکھ دیکھ کر بٹ جاوے کہیں کنارے پر بیٹھ جاؤ، جب وہ فرصت پائے سامنے آ جاؤ، تعلیم الدین، حیات المسلمین، حقوق الاسلام، آداب المعاشرت جیسے رسالوں کا مطالعہ اور اس کے مطابق عمل کرتے رہو۔

عام عورتوں کو نصیحت

شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ، اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لئے ٹوٹے ٹوٹے مت کرو، فال مت کھلو، فاتحہ نیاز وغیرہ رسومات مت کرو، بزرگوں کی منت مت مانو، شبِ برأت، محرم، کوئٹے، تیرہ تیزی کچھ مت کرو، جس سے شرع میں پردہ کرنا ضروری ہے چاہے وہ پیر ہو اور چاہے اور کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو جیسے دیور، جیٹھ، خالہ زاد یا پھوپھی زاد، یا چچا زاد یا ماموں زاد بھائی، بہنوئی یا نندوئی یا منٹھ بولا بھائی، باپ ان سب سے خوب پردہ کرو خلاف شرع لباس مت پہنو، جیسے جسم سے چمٹا ہوا پانچامہ یا ایسا کرتہ جس میں پیٹ پیسٹھا یا کلانی یا بازو کھلے ہوں یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال جھسلکتے ہوں یہ سب چھوڑ دو، لائبریری آستینوں کا اور نیچا اور گاڑھے کپڑے کا کرتہ بناؤ اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو اور دھیان کر کے سر پر سے مت ہٹنے دو، ہاں اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا کوئی اور نہ ہو تو اس وقت سر کھولنا بُرا نہیں، کسی کو جھانکنا تک نہ کر مت دیکھو، کہیں بیاہ شادی، چلہ، چھٹی، ختنہ، عقیدہ، منگنی، چوتھی وغیرہ میں مت جاؤ نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ، کوئی کام نام کے واسطے مت کرو، کوسنے اور طعنہ دینے اور غیبت سے زبان کو بچپاؤ،

پانچوں وقت کی نماز اول وقت پر پڑھو، اور جی لگا کر اطمینان سے پڑھو، رکوع سجدہ اچھی طرح کرو، ایام سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو، کوئی نماز ایام بند ہونے کے بعد رہ نہ جائے، اگر تمہارے پاس زیور وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوٰۃ نکالو، بہشتی زیور ایک کتاب ہے اس کو یا تو پڑھ لو یا سن لیا کرو اور اس کے مطابق عمل بھی کیا کرو، خاوند کی تابعداری کرو اس کا مال اس سے چھپا کر خرچ مت کرو، گانا کبھی مت سُنو، اگر قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کرو، اور نہیں سیکھی ہو تو جلد از جلد سیکھنے کی فکر کرو جو کتاب پڑھنے کے لئے خریدنا چاہو پہلے کسی عالم کو دکھا لو اگر وہ صحیح معتبر بتلا دیں تو خریدو ورنہ مت لو، جہاں رسم رسوم کے کام ہو رہے ہوں وہاں مت جاؤ اور نہ ایسے کاموں میں شریک ہو۔

خاص ذکر شافل لوگوں کو وصیت

اوپر کی نصیحتیں تو سب کے لئے ہی ہیں ان کے علاوہ ہر امر میں سنت پر عمل کرنے کا اہتمام کرو اس سے قلب میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے، اگر کسی سے کوئی بات خلاف مزاج پیش آوے صبر و تحمل سے کام لیا کرو، جلدی سے کچھ کہنے سننے میں مت لگو، خاص کر غصہ کی حالت میں اپنے کو بہت سنبھالا کرو، کبھی اپنے کو صاحبِ کمال مت سمجھو، جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے خوب سوچ لیا کرو جب خوب اطمینان ہو جائے کہ اس کے بولنے میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی یقین ہو جائے کہ اس میں کوئی دنیوی ضرورت یا دینی منفعت ہے اس وقت زبان سے نکالو۔ کسی بُرے آدمی کی بھی بُرائی نہ کرو نہ سُنو، کسی صاحبِ حال پر طعن مت کرو، کسی مسلمان کو گو وہ خطا کار یا کم رتبہ ہو حقیر مت سمجھو، مال و جاہ کی طمع و حرص مت کرو، تعویذ گسٹوں کا شغل مت رکھو اس سے عوام کا ہجوم ہوتا ہے، جہاں تک ممکن ہو ذاکرین کی جماعت میں شامل اور داخل رہو اس سے نور اور عزم اور شوق سب میں قوت ہوتی ہے۔ دنیوی تعلقات مت بڑھاؤ، بے ضرورت بہت سامان مت جمع کرو، حتی الامکان خلوت میں رہو بدون ضرورت و مصلحت

لوگوں سے زیادہ مت ملو، اور جب ملنا ہو خوش خلقی سے پیش آؤ، اگر قلب پر کچھ احوال یا علوم وارد ہوں شیخ سے اطلاع کرو، شیخ سے کسی خاص عمل کی اجازت دینے کی درخواست مت کرو، ثمرات ذکر، بجز شیخ کے کسی پر ظاہر مت کرو، سخن پروری کبھی مت کرو بلکہ جب تم کو اپنی عنسلی معلوم ہو جائے فوراً اقرار کر لو، ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر اعمتہ در کھو اسی سے التجار کھو اور استقامت کی درخواست کرو۔

گیارہویں ہدایت: سالکین کے لئے ایک آسان اور مختصر دستور العمل

جیسا کہ پہلے کہہ چکا ہوں ہر شیخ کا اپنا ایک طریق تربیت ہوتا ہے مگر میں نے عمومی اعتبار سے سالکین کے لئے ایک دستور العمل تجویز کر دیا ہے جو اپنی جامعیت کے اعتبار سے میرے نزدیک عطر تصوف کہلانے کے قابل ہے، مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس پر عمل کرنے والا محروم نہ رہے گا۔

آپ جس شیخ سے وابستہ ہوں اگر وہ اس سے اتفاق کر لے تو کیا کہنے اسی کو اختیار کر لو، لیکن اگر وہ کوئی اور معمولات تجویز کرے تو اسی پر عمل کر لینا بہتر ہے، البتہ اس دستور العمل میں جو امور شرعاً ضروری ہیں ان میں کمی تو ہرگز نہیں کی جاسکتی دیگر نفل معمولات میں اپنے شیخ کی حسب ہدایت تبدیلی ہو سکتی ہے۔

لوگ چار طرح کے ہیں: ۱۔ وہ عام لوگ جو مشغولیت رکھتے ہیں۔ ۲۔ وہ عام لوگ جو فرصت رکھتے ہیں۔ ۳۔ وہ علماء جو خدمات میں مشغول ہیں۔ ۴۔ وہ علماء جن کے پاس وقت اور فرصت ہے۔ پس ذیل میں ہر ایک کے لئے ان کے مناسب حال نظام العمل ہے۔

عامی مشغول کا دستور العمل

- بنیادی عقائد اور ضروری مسائل سیکھنا اور بہت اہتمام سے اُن کا پابند رہنا۔
- جوئی بات اور صورتِ حال پیش آئے علماء سے معلوم کر لینا، اگر اپنا شیخ عالم ہے تو اسی سے معلوم کر لینا بہتر ہے۔

● اگر ممکن ہو تو اخیر شب میں تہجد پڑھنا اور اگر یہ مشکل ہو تو نماز عشاء کے بعد وتر سے قبل

کچھ نقلیں پڑھ لینے کا اہتمام کرنا۔

● ہو سکے تو پانچوں نمازوں کے بعد اور اگر مشکل ہو تو جس نماز کے بعد موقع ملے ۱۰۰ بار

سبحان اللہ، ۱۰۰ بار الحمد للہ، ۱۰۰ بار لا الہ الا اللہ اور ۱۰۰ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لینا۔

● دن بھر چلتے پھرتے درود شریف کی کثرت رکھنا اور سوتے وقت ۱۰۰ مرتبہ استغفار

کر لینا۔

● قرآن کریم سیکھ لیا ہے تو روزانہ تھوڑی تلاوت ضرور کر لینا، نہیں سیکھا ہے تو فوری طور

پر کسی جاننے والے سے قرآن کریم صحیح پڑھنا سیکھنے میں لگ جانا۔

● ہدایت نمبر ۱۰ میں جو نصیحتیں لکھی گئی ہیں کبھی کبھی اُن کو پڑھ لینا یا اُن پر عمل

کرتے رہنا۔^۱

● کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا کسی اور متقی و پرہیزگار بزرگ کے پاس جا کر بیٹھ جانا۔

● ان معمولات کے ساتھ بقیہ اوقات میں بال بچوں کے لئے کسبِ حلال میں مصروف

رہنا کیوں کہ یہ بھی بڑی عبادت ہے۔

نوٹ: اگر یہ عامی عورت ہے تو اُسے چاہئے کہ ان معمولات کے ساتھ گھر کی ذمہ داریوں

بالخصوص شوہر کی خدمت میں مشغول رہے، پیر کے پاس بغیر شوہر کی اجازت نہ جائے،

ناپاکی کے دنوں میں بھی قرآن مجید کی تلاوت کے علاوہ^۲ بقیہ وظائف کی پابندی کرتی رہے۔

عامی فارغ کا دستور العمل

● ایسا شخص جس کو زیادہ مصروفیت نہیں ہے وہ مذکورہ بالا باتوں کی تو پابندی رکھے ہی

مزید یہ کام بھی کر لیا کرے۔

● اپنے اخراجات اور ضروریات کا انتظام کر کے جس قدر ممکن ہے اپنے شیخ کی صحبت

میں جا کر رہے۔

۱۔ اسی طرح حضرت حکیم الامتؒ کی ”چالیس نصیحتیں“ نامی کتاب ہے، اس کا بھی مطالعہ اور ان کے موافق عمل کی بہت ضرورت اور

افادیت ہے۔ ۲۔ کیوں کہ ناپاکی میں صرف تلاوت قرآن جائز نہیں ہے۔

● اگر وہاں جا کر رہنا ممکن نہ ہو تو اپنی ہی بستی میں رہے مگر حتی المقدور تنہائی میں رہے، کسی دنیوی یا دینی ضرورت کے علاوہ عوامی مجلسوں اور محفلوں میں شرکت سے بچتا رہے، ضرورت سے جانا پڑے تو زبان کی بہت ہی حفاظت کرے کہ کوئی بات حلافِ شرع زبان سے نہ نکلنے پائے۔

● نماز باجماعت کا اہتمام کرتا رہے، باقی سارے وقت تلاوتِ قرآن، مناجاتِ مقبول، نوافل کی کثرت، درود شریف اور دیگر اذکار میں مشغول رہے یا پھر کسی دینی کتاب کا مطالعہ کرتا رہے، البتہ جو کتاب پڑھنا چاہے وہ کسی عالم کو دکھالے بلکہ ان سے پوچھ کر ہی پڑھے، اور جو بات ان کتابوں کی سمجھ میں نہ آئے وہاں نشان لگا لے بعد میں کسی عالم سے پوچھ لے۔

● اپنی بستی میں کسی نیک آدمی کے ہاں ذکر و شغل کی مجلس ہوتی ہے تو اس میں شرکت کر لیا کرے۔ اس سے قلب میں برکت پیدا ہوتی ہے اور خود بینی سے حفاظت رہتی ہے۔

● کبھی کبھی مثلاً پیر جمعرات کو یا ایامِ بیض میں نفل روزہ رکھ لیا کرے۔

نوٹ: ان دونوں قسم کے لوگوں کو ذکر میں ضربیں لگانا اور توجہ و تصرف کی کوشش نہ کرنا چاہئے، اس لئے کہ استعداد کی کمی کی وجہ سے بہت نقصان ہو سکتا ہے۔

عالم مشغول کا دستور العمل

● اگر تدریسی مشغولیت نہیں ہے تو کچھ نہ کچھ تدریسی مصروفیت اختیار کرنا۔

● مناسب مواقع میں مستند کتابوں کا وعظ کہنا، من گھڑت و بے اصل واقعات سے اجتناب کرتے ہوئے ضروری اور اہم مضامین کو سلیقے اور نرمی سے عوام الناس کو سناتے رہنا مگر اس خدمت پر کوئی اجرت نہ لینا۔

● نماز باجماعت اور تہجد کا خاص اہتمام کرنا۔

● قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور مناجاتِ مقبول کی ایک منزل روزانہ پڑھنا۔

● کسی ایسے وقت جب نہ پیٹ بھرا ہو نہ بھوک کا تقاضہ ہو اسم ذات یعنی اللہ اللہ

بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک میں سے جس قدر ممکن ہو ہلکے جہر اور ضرب کے ساتھ کر لینا، یہ شغل شیخ سے قریب رہ کر کریں تو بہتر ہے اور اگر دور رہ کر کرنے کی بھی اجازت دیدے تو حرج نہیں ہے۔

• کتاب احیاء العلوم مطالعے میں رکھنا۔^۱

عالم فارغ کا دستور العمل

اوراد و وظائف یہ مناسب ہیں

۱ نماز تہجد کی ادائیگی۔ ۲ اس کے بعد بارہ تسبیح ذکر یعنی لا الہ الا اللہ ۲۰۰ مرتبہ
 الا اللہ ۴۰۰ مرتبہ اللہ اللہ ۶۰۰ مرتبہ اللہ ۱۰۰ مرتبہ (ہیں تو یہ تیرہ مگر نام اس کا بارہ
 تسبیح ہے) ہلکے ضرب اور معمولی جہر کے ساتھ پورا کرنا۔ ۳ بعد نماز فجر تلاوت قرآن مجید جس
 قدر ممکن ہو۔ اس کے بعد مناجات مقبول کی ایک منزل ۵۰ اسم ذات کا ورد جس قدر ممکن ہو۔
 ۶ ظہرانہ و قلیولہ وغیرہ۔ ۷ بعد ظہر جس قدر ممکن ہو اسم ذات۔ ۸ بعد عصر خدمت شیخ میں
 حاضری یا چہل قدمی، کبھی کبھی قبرستان بھی ہو آئے۔ ۹ بعد مغرب مراقبہ موت ۱۰ بقیہ
 اوقات میں درود شریف بلا تعداد۔

نوٹ: ۱ ذکر میں جہر فی نفسہ جائز ہے اور جہاں ممانعت آئی ہے وہ زیادہ جہر کی ہے
 جس سے مخلوق کو ایذا پہنچے۔

۲ اسی طرح ضرب کوئی عبادت نہیں ہے بس ایک طبی حکمت ہے، اس سے تاثر پیدا
 ہونے میں مدد ملتی ہے، مگر فی زمانہ صحت و قوت کی کمی کی وجہ سے اس میں زیادہ توجہ مناسب
 نہیں ہے، ورنہ بیماریوں کا خطرہ ہے۔ اس لئے اس پر اکتفا کر لیں کہ لا الہ پر بدن کو

۱ آج کل تین سے پانچ سو تک کر لیں تو بھی کافی ہے۔

۲ اس زمانے میں اس کے بجائے حضرت حکیم الامت کے مواظ و ملفوظات، تبلیغ دین، اسی طرح حضرت حکیم اختر صاحب کے
 مواظ و ملفوظات کا مطالعہ نافع ہے۔

ذرا دہنی طرف حرکت دیدیں اور الا اللہ پر بائیں جانب، وہ بھی اس لئے کہ بدن کو ایک حالت میں رکھنے میں تکلیف زیادہ ہے، نیز گردن پر جھٹکا دینے کے بجائے لفظ پر زور ڈال لینا کافی ہے۔

اعمال و اخلاق

۱۔ تقوی اللہ

۲۔ مداومتِ ذکر

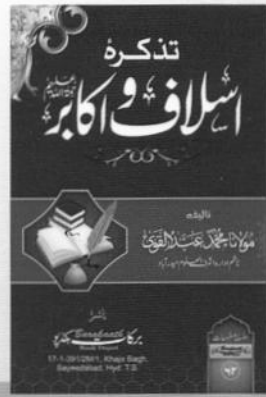
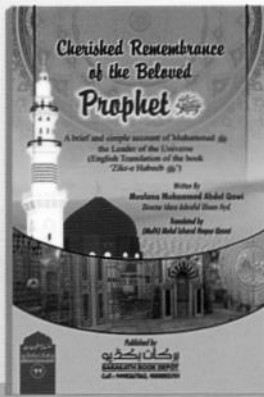
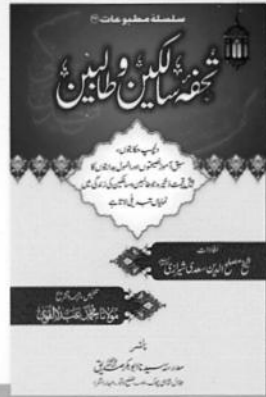
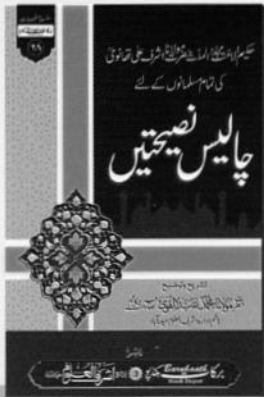
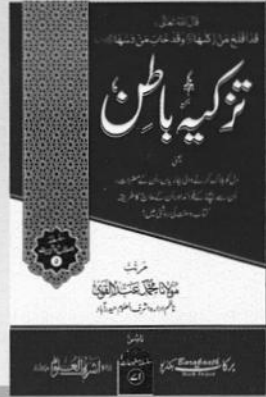
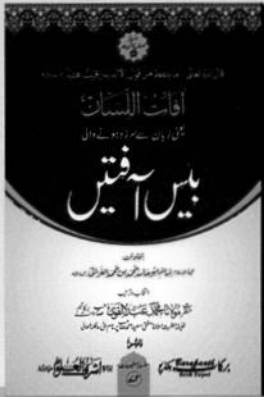
۳۔ غفلت و معصیت سے اجتناب۔ بالخصوص ریا کاری، تکبر و تفاخر، دعوائے کمال، عجب و خود پسندی، غیبت و اعتراض، فضول گوئی، کثرتِ مخالفت، رغبتِ شہواتِ حرام، غصہ و بد خلقی اور تعلقاتِ دنیویہ سے احتراز، (تکمیل سلوک سے قبل دینی خدمات میں بھی تقلیل ہونی چاہئے)

خلاصہ طریق الی اللہ کا بس دو چیزیں ہیں ۱۔ طاعت ۲۔ ذکر معصیت سے طاعت فوت ہو جاتی ہے اور غفلت سے ذکر متاثر ہو جاتا ہے، پس اصلی فکر طاعت و فرماں برداری پر مداومت اور معصیت و غفلت سے حفاظت کی رکھنا چاہئے، اگر ایک مناسب مدت تک اس پر قائم رہنے میں کامیابی مل گئی تو انشاء اللہ محرموں میں شمار نہ ہوگا، ویسے فائدہ تو روز اول ہی سے شروع ہو جائے گا، نفع کا شروع میں احساس نہیں ہوتا لیکن رفتہ رفتہ ہونے لگے گا، اس لئے نہ جلدی کرے نہ سستی کرے نہ فکر و سعی میں کمی کرے کیوں کہ کوئی وقت مقرر نہیں ہے، اس کے ساتھ ابتداء میں ذرا زیادہ اور بعد میں وقفہ وقفے سے صحبتِ شیخ کا بھی اہتمام ہو جائے تو نور علی نور ہے۔

صحبت کا ایک فائدہ یہ ہے کہ شیخ کو دیکھ دیکھ کر اعمال و اخلاق میں اس کی اتباع کی توفیق ملے گی، اور شیخ خود بھی مُرید کو دیکھ دیکھ کر بعض عادات و اخلاق کی اصلاح کرتا رہے گا، اور کوئی نئی صورتِ حال پیش آجائے تو شیخ قریب رہنے کی وجہ سے بہ آسانی تشفی ہو سکتی ہے اور بھی بہت سے فوائد ہیں جو تجربے سے معلوم ہو جائیں گے۔

حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ ہدایات بندوں کے اپنے مولیٰ تک پہنچنے اور واصل باللہ ہونے میں معاون و مددگار ثابت ہوں اور اس ترتیب سے وہ پہلے سلوک کے پہلے درجے پر متمکن ہو جائیں پھر ترقی کر کے دوسرے درجے کو بھی حاصل کر لیں، اور مجھے بھی اس کی برکت سے اپنے قرب کے اعلیٰ مرتبے تک پہنچائے۔ آمین





برکاتہ Barakaath بکڈپو
Book Depot

17-1-391/2M/1, Khaja Bagh, Sayeedabad, Hyd. T.S.